اَللّٰہُ اَکْبَرُ

ینگ مسلم شیعہ ایسوسی ایشن بلوچستان

کا شائع کردہ

رسالہ

ابوطالب ؑ

محرم الحرام سنہ ۱۳۵۵ھ

سنہ ۱۹۳۶ء

مطبوعہ گیلانی الیکٹرک پریس لاہور

۷۸۶

انتساب

اراکین ایسوسی ایشن

کمال فخر سے "یہ رسالہ" مبلّغ اسلام وفاطمی مجاہد
مولانا السید کشفی شاہ نظامی مدظلہ بانی تحریک سنیت
رنگون کے نام نامی سے معنون کرتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

گوشۂ بلوچستان کی تباہی کے بعد یہ خیال تھا کہ مدتوں میں بقیہ باشندوں کو ہوش آئے گا۔ اور عرصہ کے بعد وہ اپنے ضروری مشاغل میں مشغول ہوں گے۔

مگر آفرین ہے اور ہزار آفرین ہے ینگ مسلم شیعہ ایسوسی ایشن بلوچستان پر کہ اس نے یہ دکھلا دیا کہ زلزلہ سے مکانات کی بنیادیں گر جائیں مگر مذہب کے عالیشان قصر میں شگاف بھی نہیں آسکتا۔ جسم مردہ ہو جائیں مگر روحیں اسی طرح شاداب رہیں گی۔ حضرت ابوطالب۔ فداکار رسالت عم جانثار نبی۔ فدیۂ نبوت۔ پدر یتیم عبداللہ۔ ووجدك يتيماً فآوى۔ ہم نے تم کو یتیم پاکر پناہ دی۔ مگر کہاں۔ آغوش ابوطالب میں۔ میں نے تمہارے لئے یتیمی میں ایسی جائے پناہ تلاش کر دی جس کے دروازہ پر کچھ عرصہ میں اسد اللہ کا پہرہ لگنے والا تھا۔ قدرت اس سامان میں تھی۔ امت اس فکر میں ہے کہ ان آغوشہائے مقدسہ

کو الزام کفر سے شرمندہ کرائے۔

کاش قرآن سے بے خبر اتنا ہی سمجھ لیں۔ کہ اس کفر سازی میں معاذ اللہ خدا بھی جھوٹا ٹھہرتا ہے اور دعائے خلیل اللہ بھی اکارت و برباد جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے تقلبك فی الساجدین تمہاری بدلیاں یا ایک پشت سے دوسری پشت میں نوری سفر سجدہ کرنے والوں اور موحدین میں ہورہا تھا ابن عباس راوی ہیں۔ اور کتاب شفاء اس کی ناقل ہے، امت کہتی ہے کہ ایک سرے سے سب کافر تھے حضرت ابراہیم دعا فرماتے ہیں کہ

واجعلنا مِن ذریتنا امۃ مسلمۃ لك ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم

خدایا میری اولاد اور نسل میں سے ایک گروہ خالص مسلمانوں کا ہمیشہ رہے۔ اور اسی مسلمان گروہ میں نبی آخر پیدا فرما۔ خدا اس دعا کو قبول فرماتا ہے۔ اور گروہ مسلم سے نبی کو پیدا فرماتا ہے۔ امت کہتی ہے کہ سب کافر تھے۔

چونکہ امت کے آباؤ اجداد کافر تھے۔ اس لئے وہ کفر کی

ٹوپی اِس امت مسلمہ کے سر پر بھی رکھ دیتی ہے۔ تاکہ کچھ تو مساوات ہو جائے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

ینگ مسلم شیعہ ایسوسی ایشن نے یہ مفید رسالہ لکھ کر متلاشیانِ حق کے لئے دعوتِ عمل دے دی ہے۔ خدا اِس لائے اور ہدایت پانے والے ہدایت پائیں ۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

(مولانا) السید محمد دہلوی

نگاد عربک کالج دہلی

شکریہ

ہم عالی جناب خطیب اعظم مولانا السید محمد قبلہ دہلوی مدظلہ کے بے حد شکر گزار ہیں۔ کہ انہوں نے باوجود عدیم الفرصتی کے رسالہ ہذا کی تالیف میں قابل قدر امداد فرما کر اراکین ایسوسی ایشن کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔

امید ہے کہ مولانا صاحب موصوف آئندہ بھی اپنے پاکیزہ خیالات وجذبات عالیہ سے وقتاً فوقتاً مستفید فرماتے رہیں گے۔

شکر گذار

آنریری سیکریٹری

ینگ مسلم شیعہ ایسوسی ایشن بلوچستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب رسالتمآب کے آباو اجداد ملت ابراہیمیہ کے پیرو و موحد تھے

تاریخ عالم بتلاتی ہے کہ ابتدائے آفرینش سے کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا کہ جس میں موحدین نہ ہوئے ہوں پس آنحضرت کے آباو اجداد کا ابتدا سے موحدین میں ہوتے رہنا کوئی تعجب انگیز یا خلاف قیاس بات نہیں ہو سکتی۔

یہ بھی تاریخی واقعہ ہے کہ آں حضرت کے آبا و اجدا اولاد حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ میں سے تھے۔ اور بادشاہی مکہ وجاہت و حرمت خانہ کعبہ انہیں کے متعلق رہی اور یہ خاندان عرب میں مرجع خاص و عام تھا اور حضرت عبدالمطلب اور حضرت ابوطالب کے تمامی اقوال سے جو تواریخ میں موجود ہیں۔ کافی طریقہ پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ ملت ابراہیمیہ کے پیرو و موحد تھے۔

نیز اس کی مزید تصدیق قصہ اصحاب فیل سے ہوتی ہے۔ کہ ابرہہ بادشاہ سے جو خانہ کعبہ کو گرانے آیا تھا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا تھا۔ کعبہ خدا کا گھر ہے۔ اس کی وہ خود حفاظت کرے گا۔ حقیقتاً یہی لوگ محافظِ شریعت ابراہیمی تھے۔ اور آثار انبیا سابقین بوقت جانشینی ایک دوسرے کے سپرد کرتے چلے آئے تھے۔ چنانچہ وہ اسی طریقہ سے یکے بعد دیگرے حضرت عبدالمطلب جدامجد رسول صلعم تک پہنچے۔ اور انہوں نے بعد اپنے حضرت ابوطالب کے سپرد کئے۔ جن سے جناب سرور کائنات کو حاصل ہوئے۔

حضرت عبدالمطلبؑ و حضرت ابوطالب کی تربیت کا اثر

بہرحال مخصوص طور پر حضرت عبدالمطلبؑ و حضرت ابوطالب کے موحد ہونے کے متعلق تواریخ میں کافی مواد موجود ہے اور آں حضرت کا ان کی تربیت و پرورش میں رہ کر جبکہ تربیت کنندہ کے خیالات و عقائد کا لازمی انعکاس فطرتاً بچے کی طبیعت پر ہوتا ہے۔ موحد کامل بلکہ معلم و نقاش وحدانیت ہونا ان

کے موحد ہونے کی کافی دلیل ہے۔

حضرت ابوطالبؑ کی رسول اللہؐ سے محبت اور اعترافِ صداقت

حضرت ابوطالب کو جناب رسول اللہ سے محض فطری محبت ہی نہ تھی۔ بلکہ

آں حضرت کے آثار جلالت۔ کمالاتِ عقلی۔ محامد و اخلاق نے ان کو آپ کی روحانیت و حقانیت کا یقین دلا کر آپ کی محبت کو کمال درجہ پہ پہنچا دیا تھا جس کی تائید حضرت ابوطالبؑ کا وہ فقرہ کہہ رہا ہے جو بروقت خواستگاری حضرت خدیجہ کہا گیا تھا۔ کہ **جس سے جی چاہے مقابلہ کر لو محمد سب سے راجح نکلے گا۔**

آنحضرت نے جب حضرت خدیجہ کبرےٰ سے عقد فرمایا تو مجلس نکاح میں حضرت ابوطالب نے ایک خطبہ فصیح و بلیغ ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے اپنی شرافت نسبی وافتخار کا اظہار فرماتے ہوئے آنحضرت کی صفت و ثنا بیان فرمائی ہے۔ اس خطبہ سے بھی ان کا موحد ہونا اور رسول اللہ کو افضل الناس سمجھنا بخوبی ظاہر ہوتا ہے

اس فاضلانہ عربی خطبہ کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

وہ خدا قابل ثنا ہے جس نے ہم کو اپنے گھر کا محافظ اور اپنے حرم کا منتظم مقرر کیا۔ بعدہٗ یہ کہ میرا بھتیجہ محمدؐ بن عبداللہ جس کا قریش میں جس شخص سے موازنہ کیا گیا وہ بڑھا ہوا نکلا۔ اور جس کے ساتھ اس کا قیاس کیا گیا وہ عظیم و بزرگتر نکلا۔

رسول اللہؐ کے خلاف کفار کے منصوبے اور حضرت ابوطالبؑ کا استقلال

ایک مرتبہ جب کفار نے جمع ہو کر حضرت ابوطالب سے پاس شکایت کی کہ محمد ہمارے خداؤں اور بزرگوں کو علانیہ بُرا کہتے ہیں۔ ان کو رد کو یا ہمارے حوالہ کر دو۔ تو انہوں نے (حضرت ابوطالب) بلا تامل شہادت دی کہ محمدؐ کبھی جھوٹ نہیں بولتے یہ قول حضرت ابوطالب کا کہ محمدؐ اپنے دعوے میں جھوٹا نہیں۔ کیا تصدیق رسالت نہیں ہے۔

اب کسی دوسرے موقعہ پر کفار نے باہم مشورہ کر کے ایک شخص عمارہ پسر ولید کو جو نہایت حسین و جمیل تھا۔ حضرت ابوطالبؑ

کے پاس بھیجا۔ کہ اس کو بجائے محمدؐ کے اپنی پرورش میں رکھیں اور محمدؐ کو ان (کفار) کے حوالے کر دیں۔

حضرت ابوطالبؑ نے جواب دیا۔ کہ خوب انصاف ہے۔ کہ میں اپنا بیٹا تو تم کو دے دوں کہ تم اس کو قتل کر دو۔ اور تمہارے بیٹے کو لے کر اس کی پرورش کروں۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

الغرض کفار نے آنحضرت کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا لیکن بوجہ محافظت و اعانت ابوطالبؑ کے مشرکین آپ پر قابو نہیں پا سکتے تھے۔

اسلامی وفد حبش میں

جناب رسول صلعم نے جب کفار کی سختیوں سے تنگ آ کر حضرت جعفر کی سرکردگی میں مسلمانوں کی ایک خاصی جماعت (بیاسی مرد گیارہ عورتیں) کو حبشہ بھیج دیا۔ تو اس موقعہ پر ان مہاجرین کو حضرت ابوطالب نے (اُس وقت جو قریش کے سردار بھی تھے) سفارش کے طور پر ایک خط شاہ حبشہ کے نام پر دیا تھا جس سے اُن کی مسلم نوازی کا

عقیدہ کا بین ثبوت ملتا ہے۔

خط کے چند ایک عربی اشعار کا ترجمہ یہ ہے:-

شاہ حبش کے نام خط

جان تو اے شاہ حبشہ کہ محمدؐ پیغمبر ہیں مانند موسےٰ اور مسیح ابن مریم کے اور جانب خدا سے ہدایت لائے ہیں۔ جیسا کہ وہ (حضرت موسےٰ و حضرت عیسےٰ) لائے تھے۔

تم اس (محمدؐ) کا وصف اپنی کتابوں میں پاتے ہو گے پس برائے خدا شرک کو ترک کرو۔ راہِ عشق روشن ہے۔ تاریک نہیں ہے۔

اب وہ لوگ جو بدقسمتی سے حضرت ابوطالب کے ایمان کے قائل نہیں ہیں۔ دیکھیں کہ اس سے زیادہ اسلام اور ایمان ہو سکتا ہے۔

تمام بنی ہاشم کا سوشل بائیکاٹ

جب کفار کو اس بات کا بخوبی علم ہو گیا کہ حضرت

ابوطالب رسول صلعم کی حمایت سے کسی طرح باز نہیں آتے تو وہ تمام بنی ہاشم کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور باہم اتفاق کر لیا کہ بنی ہاشم سے تمام تعلقات مناکحت و معاشرت و تجارت ترک کر دیئے جائیں چنانچہ انہوں نے اسی مضمون کا ایک وثیقہ تحریر کر کے تمام اشراف مکہ کے اس پر دستخط لے کر اس کو خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دیا ابوجہل وغیرہ دشمنان اسلام تمام دوکانداروں اور قوافل کو روکتے تھے کہ بنی ہاشم میں کسی کے ہاتھ کوئی خوردنی و پوشیدنی شے فروخت نہ کی جائے اور جس کو جہاں موقعہ ملے محمد کو قتل کر دے

بنی ہاشم کا شعب ابوطالب میں قیام

حضرت ابوطالب کو جب کفار کی اس خوفناک سازش کا پتہ چلا۔ کہ میرے بھتیجہ کی جان اب خطرہ میں ہے۔ تو انہوں نے بنی مطلب کے تقریبًا چالیس آدمیوں کو جمع کر کے مشورہ کیا اور رائے قرار پائی کہ تمام بنی ہاشم معہ آں حضرت کے مکہ کو چھوڑ کر درہ کوہ مشہور بہ شعب ابوطالب میں چلے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جناب رسالت مآبؐ کو لے جا کر شعب

مذکورہ میں پوشیدہ رکھا گیا۔

رسولِ اکرم کی محافظت

حضرت ابوطالب باوجود اس انتقالِ مقامی کے اپنے فرضِ حفاظت کو پہلے سے بھی زیادہ ادا فرماتے تھے۔ چنانچہ دن میں اپنی اولاد سے کسی نہ کسی کو رسولِ اکرم کی حفاظت و نگرانی پر مامور رکھتے اور رات کو ایک جگہ کبھی نہ سلاتے تھے۔ نیز کچھ وقفہ بعد رسول صلعم کو جہاں وہ سوتے تھے۔ اس جگہ سے ہٹا کر اپنے بیٹے حضرت علیؑ کو وہاں سُلا دیا کرتے تھے۔ اور خود آں حضرت کی محافظت میں رہتے تھے۔ کہ اگر خدانخواستہ دشمن کو بھی پتہ لگ جائے تو بھتیجہ محفوظ رہے۔ خواہ بیٹا قربان کیوں نہ ہو جائے۔

تواریخ عالم پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ آپ ہر موقعہ پر رسول صلعم کی امداد و اعانت کرتے تھے تاکہ وہ احکام دین کی اشاعت کر سکیں۔ حتیٰ کہ اپنی اولاد حضرت علیؑ و حضرت جعفرؑ کو آپ کے در رسول صلعم، اتباع اور نصرت کی تاکید کرتے تھے۔ اور اکثر اشعار میں نبی صلعم کی تعریف بیان فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان

کا دین حق ہے۔

حضرت ابوطالبؑ کی آخری وصیت اور اسلام کے مظفر ہونے کی پیشینگوئی

حضرت ابوطالب نے اپنی وفات سے چند روز پیشتر قریش کو ایک جامع وصیّت فرمائی جس کا ماحصل یہ ہے۔

اے گروہ قریش اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں تم کو برگزیدہ کیا ہے۔ تم عرب کے دل ہو۔ سردار ہمیشہ تم میں سے ہوتا ہے۔ تم عرب کا وہ شجاع اور دلاور قبیلہ ہو کہ جس میں عرب کی کل خوبیاں جمع ہیں۔ میری آخری دم یہ وصیّت ہے۔ امید کہ تم اس پر کاربند رہو گے:۔

(۱) خانہ کعبہ کی تعظیم کرنا کہ خدا اس سے خوش ہوتا ہے اور اس کے ثبات سے تم کو قیام ہے۔

(۲) اپنے اقربا سے ہمیشہ نیکی کرنا اور بغاوت وعقوق سے باز آنا۔

(۳) کسی سائل کا سوال رد نہ کرنا۔

(۴) میں محمدؐ کے بارے میں تم کو نیکی کرنے کی وصیت
کرتا ہوں کہ وہ امین قریش ہے اور عرب میں سب
سے زیادہ سچا اور بے شمار خوبیوں کا جامع ہے۔
خدا کی قسم مجھے دکھائی دیتا ہے کہ فقراء عرب اور
اطراف و جوانب کے باشندوں اور کمزور لوگوں نے
نے اس کی دعوت قبول کر لی ہے اور اس کے قول
کو سچا مان لیا ہے اور وہ ان کو ہمراہ لے کر موت کے
بھنور میں کود پڑا ہے۔
پس وہ لوگ قریش کے سردار ہو گئے اور قریش کے
سردار ذلیل و خوار ہو گئے۔ ان کے گھر برباد ہو گئے اور
جو بظاہر کمزور تھے وہ مالک بن گئے اور جو لوگ اپنے
تئیں اس سے بڑا سمجھتے تھے۔ وہ اس کے محتاج ہو
گئے۔
اہل عرب نے اس کی دعوت خالص دل سے قبول
کر لی اور اپنے تئیں اس کے حوالے کر دیا۔

پس تم سب کو لازم ہے کہ اس کے ساتھی بن جاؤ
اور اس گروہ کے حامی ہو جاؤ*
خدا کی قسم جو اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیگا۔
رشید ہو گا۔ اور جو اس کا ہدیہ قبول کر گیا۔ وہ سعید ہو جائیگا*
سبحان اللہ کس قدر جامع وصیت ہے۔ جس سے حضرت
ابوطالب کا عقیدہ اظہر من الشمس ہے*
غور کا مقام ہے کہ جو شخص اسلام اور پیغمبر اسلام کا اس قدر
خدمت گذار اور جانثار ہو اس کے صاحب ایمان ہونے میں کچھ شک
ہو سکتا ہے۔ بلکہ حضرت ابوطالب کے شرف کے یہی کافی ہے۔ کہ
حضرت ختمی مرتبت بجائے یتیم عبداللہ کے یتیم ابوطالب مشہور تھے۔
اور اکثر کتب تواریخ میں اس نام سے یاد فرمائے گئے ہیں*

حضرت ابوطالبؑ کی وفات

جب حضرت ابوطالب نے انتقال فرمایا تو امیرالمومنین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بہ حکم وہدایت رسول صلعم غسل وکفن کر کے
دفن کیا۔ بلکہ بقول مصنف روضتہ الصفا خود رسول صلعم نے مشایعت

جنازہ کی فرمائی اور ان کے لئے استغفار فرمایا اور دعا فرمائی کہ آپ
نے میری حمایت وحفاظت میں صلہ رحم کیا ہے خدا جزا خیر دے

حضرت ابوطالب کی وفات کا صدمہ

ان کی وفات سے جو صدمہ آں حضرت کو ہوا وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ ہمیشہ حضرت ابوطالب کی جانفشانیاں اور محبت قلبی کو یاد فرما کر آبدیدہ ہو جاتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

مہتمم کی اجازت سے ... میں ملک صادق علی عرفانی نے چھپوا کر شائع کیا

اغراض و مقاصد

ینگ مسلم شیعہ ایسوسی ایشن بلوچستان

(۱) بہر احسن طریقہ سے تبلیغ و اشاعت مذہب کرنا۔

(۲) تمام مسلمانوں کو آئمہ اہلبیت علیہم السلام کے فیوض و برکات عالیہ سے آگاہ کرنا۔

(۳) فرقہ ہائے سنی و شیعہ میں اتحاد کی کوشش کرنا۔

(۴) قوم کی تمدنی و معاشرتی مناسب اصلاح۔

(۵) حجاج و زائرین عتبات عالیہ کی خدمات بجا لانا۔

نوٹ

یہ ایسوسی ایشن خالصتاً مذہبی ہے۔ اور اس کو سیاسیات وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بالکل مُفت

یہ رسالہ دفتر ایسوسی ایشن سے مفت طلب فرما کر
خاص و عوام میں مفت تقسیم کیجئے۔

ہوگئیں (ملاحظہ ہو استیعاب ابن عبد البر مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد جلد اوّل صفحہ ۶۶)

(۵) مذہب کا وقار بالکل کم ہو رہا تھا اور بڑے سے بڑے ارکان مذہبی کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔

امیر معاویہ نے بڑے فخر سے جاریہ بن قدامہ اور احنف دو شخصوں کی نسبت فرمایا کہ "اشترینا منھما دینھما" "میں نے اُن سے اُن کا مذہب مول لیلیا ہے" استیعاب ج ۱ صفحہ ۱۵۴)

مصر کے لوگوں نے دربار میں آکر السلام علیک یا رسول اللہ کہا اور اسکو گوارا کرلیا گیا ہنر دینا تو بڑی بات تھی معمولی سی بانی تنبیہ بھی نہ کی گئی (ملاحظہ ہو تاریخ طبری ج ۶ صفحہ ۱۸۴)

ان دونوں واقعوں کو ہم نے اپنے رسالہ "قاتلان حسین کا مذہب" میں تفصیل سے لکھا ہے اور ان سے اس وقت کے اسلامی احساسات و جذبات کی کمزوری کا پتہ چلتا ہے۔